شذرات

لاہور میں مسلم ممالک کے سربراہوں کی کانفرنس خیر و خوبی سے گزر گئی۔ اس کانفرنس کے دور رس نتائج ہمارے سامنے ہیں۔ عالم اسلام کے سربراہوں کا ایک جگہ بیٹھ کر سیاسی مسائل اور سامراجی دباؤ کے مقابلہ کا سوچنا اپنی جگہ اس کانفرنس کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔ اور ساتھ ہی مسلم ممالک کا یہ فیصلہ بھی قابلِ داد ہے کہ ان کے مابین سیاسی تنازعات کو زیر بحث لایا گیا اور یہ کہ مغرب سے لے کر مشرق تک عالم اسلام کو ایک ایسی اقتصادی رشتے میں منظم کیا جائے گا جو سامراجی یلغار کا کامیابی سے مقابلہ کر سکے۔

اس وقت عالم اسلام کے سامنے سب سے بڑا مسئلہ بیت المقدس کی بازیابی، فلسطین کے عربوں کو اپنے وطن میں واپس لانا اور سامراج کے دلال اور مرہونِ منت اسرائیل سے عرب مقبوضہ علاقوں کو خالی کرانا ہے۔ لاہور کانفرنس میں یہ سب مسائل مسلم سربراہوں کے زیر بحث رہے اور باہمی گفت و شنید و بحث و تمحیص کے بعد ان اہم مسائل کے متعلق متفقہ فیصلے کیے گئے۔ اسرائیل کی جارحیت کا بڑا سبب سامراجی قوتوں کی فوجی اور مالی امداد ہے۔ اور یہ امداد اس لیے دی جا رہی ہے کہ اسرائیل کے ذریعے دُنیا کے اس اہم ترین علاقے میں سامراجی طاقتوں کا مفاد محفوظ رہے اور ہر وقت عربوں کو ڈرایا دھمکایا جا سکے۔

اس کانفرنس میں مسلم سربراہوں کے مشورے اور ایما سے جناب بھٹو صاحب وزیر اعظم

پاکستان کا بنگلہ دیش کو تسلیم کرنا ایک جرأت مندانہ قدم اور سیاسی بصیرت کا حامل فیصلہ ہے۔ بھٹو صاحب نے بکمالِ جرأت بنگلہ دیش کو تسلیم کر لیا۔ اس اعلان سے سات کروڑ فرزندانِ اسلام سے مغایرت دُور ہوگئی اور باہمی محبت و یگانگت کی راہ ہموار ہوگئی۔ اس فیصلے نے شیخ مجیب الرحمٰن صاحب کو بھی نرم کر دیا اور وہ مؤتمر عالمِ اسلام میں حاضر ہو کر مسلم اتحاد میں شریک ہوگئے۔ اس سے عوام میں جو شیخ صاحب کے لیے جذبہ محبت و یگانگت کا ظاہر ہوا اس کو ہم نے کانفرنس کے موقعہ پر لاہور میں اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اور اس فیصلے کے بعد عوام کے ردّعمل کو نہایت مسرت و انبساط میں ظاہر ہوتے ہوئے دیکھا۔ بھارت تو یہ چاہتا تھا کہ بنگلہ دیش اور پاکستان کے مسائل اس کے توسط سے حل کیے جائیں اور بنگلہ دیش کو تسلیم کرنے کا اعلان بھارت میں کیا جائے اور بھارت فریق ثالث کا کردار ادا کرے۔ جس کے پیچھے اس کی بالادستی کا مقصد پنہاں تھا۔ بنگلہ دیش کو تسلیم کرنے سے ایک عالمِ اسلام میں اتحاد و یگانگت کی راہ ہموار ہوجائے گی اور دُوسرے پاکستان اور بنگلہ دیش کے نزاعی مسائل خوش اسلوبی سے حل ہوجائیں گے، جنگی قیدیوں کو واپس لانے میں بڑی مدد ملے گی۔ اور پھر سات کروڑ مسلم آبادی والے ملک کو بھارت سے سیاسی اور اقتصادی میدان میں خلاصی کی راہ ہموار ہوجائے گی۔

اس کے ثبوت میں بنگلہ دیشی وزیرِ خارجہ ڈاکٹر حسین کا وہ اعلان کافی ہے جو آپ نے لاہور سے واپس بنگلہ دیش پہنچ کر اپنی پہلی پریس کانفرنس میں کیا تھا کہ "اب بنگلہ دیش تسلیم ہونے کے بعد تمام مسئلوں کے حل کے لیے راہ ہموار ہوگئی ہے اور امن و دوستی اور مفاہمت کی فضا پیدا ہوگئی ہے"۔ شیخ مجیب الرحمٰن صاحب نے بھی بھٹو صاحب کے خلوص و صداقت اور جذبۂ محبت کو دیکھ کر کھلے دل سے پاکستان کو سراہا ہے اور بنگالیوں کو ماضی کی تلخیاں بھلا دینے کی ہدایت کی ہے۔ اس کے بعد انگلستان کے گارجین کا یہ تبصرہ بھی پڑھنے کے لائق ہے "بنگلہ دیش تسلیم کر کے بھٹو صاحب نے کھویا کچھ نہیں اور بہت کچھ پا لیا"۔ عالمِ اسلام کے محترم سربراہوں کے

تأثرات سے بھی اخوتِ اسلامی کا جذبہ نمایاں نظر آتا ہے، جیسا کہ مصر کے صدر، عرب دنیا کی مقبول ترین شخصیت انور سادات نے اتحادِ اسلامی کے مفاد میں جرأت مندانہ اقدام پر پاکستان کے وزیراعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو اور بنگلہ دیش کے وزیراعظم شیخ مجیب الرحمٰن کو زبردست خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ "ہم سب یہاں بھائی بھائی ہیں ہم ان دونوں رہنماؤں کے شکر گزار ہیں اور ہم دو بھائیوں کے دوبارہ ملاپ پر بہت خوش ہیں"۔ یوگنڈا کے صدر عیدی امین نے کہا ہے کہ پاکستان اور بنگلہ دیش کے رہنماؤں نے اسلامی اتحاد کے وسیع تر مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے آپس میں مصالحت کی ہے۔ دونوں ممالک عالم اسلام کی مبارک باد کے مستحق ہیں۔ انھوں نے کہا اس وقت عالم اسلام کو ایک رہنما کی سخت ضرورت ہے۔ تونس کے وزیرخارجہ مسٹر حبیب نے بھی پاکستان اور بنگلہ دیش کے درمیان مفاہمت پر مسرت کا اظہار کیا ہے۔ وزیراعظم تن عبدالرزاق نے کانفرنس میں شیخ مجیب الرحمٰن کی موجودگی کا خیرمقدم کیا اور اس سلسلے میں وزیراعظم بھٹو کے سیاسی تدبر کو سراہتے ہوئے کہا کہ اس علاقے میں ایک نیا باب کھل جائے گا۔ عالم اسلام کے دوسرے سربراہوں کے بھی قریب قریب ایسے ہی تاثرات ہیں۔

یہ ہیں وہ اسباب و عوامل جن کی بناء پر ہم شروع سے بنگلہ دیش کو تسلیم کرنے کے حق میں تھے اور اس کے لیے لکھتے بھی رہے۔ اچھا ہوا کہ صلح و صفائی کا یہ کام عالمِ اسلام کے سربراہوں کی مساعی جمیلہ سے وجود میں آیا اور اس طرح ایک تیسرے ملک کو اس میں ٹانگ اڑانے اور بالادستی قائم رکھنے کا خیال ختم ہوگیا۔